مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس کی صحت اچھی ہے ۔

خاندان نبوت میں بھی خیریت ہے ۔

ترجمۃ القرآن۔ اردو کا پارہ اول دوسرا ایڈیشن لاہور میں بسرعت طبع ہو رہا ہے۔ اس میں کچھ نوٹ بھی ایزاد کئے گئے ہیں اور جو جزوی اغلاط طبع اول کے وقت جلدی میں رہ گئی تھیں۔ ان کی تصحیح بھی کر دی گئی ہے ۔

دفتر ترقی اسلام میں ترجمۃ القرآن انگریزی پارہ اول جسقدر مدراس سے تیار ہو کر آیا تھا وہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے ختم ہو گیا ہے۔ ترجمہ اردو کی کچھ کاپیاں باقی ہیں۔ **خطوط کے ذریعہ تبلیغ** کا کام برابر بسرگرمی جاری ہے۔ **موسم۔** دو تین روز سے ابر محیط آسمان ہے۔ سردی اور بھی چمک گئی ہے۔ **الفضل** کے ایڈیٹوریل سٹاف میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے جسکا اخبار کی حالت پر اچھا اثر انشاء اللہ پڑیگا احباب توسیع اشاعت میں سعی فرمائیں۔

اخبار احمدیہ

ارشاد لاہور سے کسی دوست نے ایک ناگہانی تشویش و ابتلاء میں بڑے اضطراب کے ساتھ حضرت کو لکھا کہ کوئی مجاہدہ یا وظیفہ ہی تجویز فرما دیں جس سے یہ مصیبت ٹلے۔ حضور نے انکو جواب لکھا یا کہ "لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین بہت پڑھیں۔ خدا فضل و کرم فرما کر اس بلا سے نجات دیگا ۔

موضع قاضی فتاح سے برادر سلام اللہ صاحب پٹواری نے حضرت کی خدمت میں لکھا کہ ہم یہاں آٹھ آدمی ہیں۔ ایک نمبر دار اب کے جلسہ پر نیا احمدی ہوا ہے ہم اپنی انجمن علیحدہ بنا لیں یا دھرم کوٹ بگہ کی انجمن میں شامل ہو جائیں ؟

حضور نے جواب لکھا یا ہر گاؤں میں ایک ایک انجمن ہونی چاہیئے۔ پھر وہ ضلع کی انجمن کے ماتحت ہو تا کہ کام کرنے کی عادت پڑے ۔

چندہ منارۃ المسیح کے متعلق ایک دوست نے پوچھا کہ آیا بالاقساط بھی ادا ہو سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا ہو سکتا ہے ۔

فتوے متعلقہ تعمیر مسجد۔ ایک دوست نے دریافت کیا کہ کیا غیر مسلم معمار سے تعمیر مسجد کا کام لے سکتے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا۔ کوئی حرج نہیں جا ہیں جس سے کام لیں (مفہوم بالفاظ راقم)

سودی قرضہ اٹھانے کے متعلق ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں لکھا۔ حضور نے جواب میں فرمایا کہ ایک شخص بھوکا مرتا ہو اور سوائے سور کے گوشت کے اور کچھ نہ ملتا ہو تو اس کو جائز ہے کہ سور کا گوشت کھا لے۔ لیکن سود کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اس سے آپ سود کی حرمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ (مفہوم بالفاظ راقم) قرآن کریم میں صریح ممانعت اور وعید سخت کے ہوتے جواز کی تلاش العجب! (ایڈیٹر)

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا ۔

مختصر تبلیغی اطلاعات

سکرنڈ (سندھ) میں برادر محمد بریل صاحب ایک دن ہندؤن کے مندر میں جا پہنچے۔ اور ان کے باواجی سے گفتگو چھیڑ دی پوچھا کہ آپکے ہان دوسرے مذاہب والون کے لئے کوئی مکتی نہیں؟ باوا صاحب بولے ہر ایک کے واسطے اپنے اپنے دھرم میں نجات ہے۔ تو انہون نے کہا کہ پھر تو سارے مذہب یکسان ٹھہرے اور حق و باطل کی کوئی تمیز نہیں۔ اسی طرح شدہ شدہ نوبت بہ اینجا رسید کہ باواجی بولے مسلمان ہمارے رام اور کرشن کو نہیں مانتے برادر موصوف نے کہا ہم تو مانتے ہیں کیونکہ قرآن شریف تمام قومون میں انبیاء کا ہونا بتلاتا ہے۔ ہان آپ ہی ان دو کے سوا باقی سارے اوتارون کے منکر ہیں۔ اس پر سادہو مذکور شرمندہ اور لاجواب ہو گیا ❊

بہیرا ور علاقہ پٹیالہ میں ہندؤں کے ہان پورنماشی کی کتھا ہوتی تھی برادر فضل حق صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بھی وہان پہنچے جب پنڈت جی مہاراج کسی کا کان سے پیدا ہونا اور کسی کا پیدا ہوتے ہی اسیوقت دوسرے ملک میں جا براجنا وغیرہ وغیرہ عجائبات بیان فرما رہے تھے کسی طرح انکو بھی بولنے کا موقعہ ملگیا۔ آپنے ماشاءاللہ خوب دل کھولکر تبلیغ کی۔ نہ کلنک اوتار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی لوگوں کو بدلائل سمجھائے غیر احمدی احباب بھی موجود تھے۔ حاضرین پر بفضلہ بہت اچھا اثر ہوا بحمد اللہ

علیگڈھ کالج سے برادر مکرم جناب نور الحسن صاحب لکھتے ہیں کہ قادیان سے واپس آتے ہوئے دل میں یہ تمنا تھی کہ کسی سعید روح سے ملاقات ہو تو اسے پیغام حق پہنچاؤ دو ن خدا کی شان ریل میں شریف احمد نام ایک طالبعلم کو دو تین گھنٹے تبلیغ کرنے کا موقعہ ملگیا۔ آخر کار اس نے بیعت قبول کر لی۔ انگریزی کا فارم میرے پاس موجود تھا وہ اسکو دیا گیا اور انہوں نے اسے پُر کر دیا۔ فالحمد للہ خدا تعالیٰ اخلاص و استقامت عطا فرمائے۔ آمین ❊

تحریک دعا

فیروزپور میں عزیز محمد صالح صاحب بیمار ہیں اور دعا کے خواستگار۔ دیجوان کے برادر علی محمد صاحب مرض اور قرض سے نجات پانے کے لئے۔ سرسا (الہ آباد) سے اخویم منشی سراج الدین صاحب اپنی اور اہلیہ کی صحتیابی کیواسطے۔ خریدار نمبر ۵۳ ۱۳ کی والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ بہیرا ور (پٹیالہ) برادر فضل حق صاحب کی تمنائے دلی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی زبان میں اثر دے اور خاطر خواہ تبلیغ سلسلہ حقہ کی توفیق عطا ہو۔ بڑودہ کیمپ برادر عبدالکریم صاحب کی والدہ سخت بیمار ہیں۔ دہلی میں برادر عبد الرحیم صاحب سوداگر عینک کی صحت خراب ہوگئی ہے۔ لاہور منشی فتح محمد صاحب کی بیوی بیمار ہیں۔ انبالہ شہر کے سب پوسٹ ماسٹر بابو گلاب خان کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں ❊

قبولیت دعا

کوٹ رحمت خان ڈاکخانہ مومن (ضلع گوجرانوالہ) سے برادر عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ جس آدمی کے واسطے حضرت صاحب سے بذریعہ رقعہ دعا کرائی تھی وہ بفضل خدا اچھا ہو گیا ہے فالحمد للہ ❊

نکاح

اخویم مکرم منشی فرزند علی صاحب (فیروزپوری) کی دختر نیک اختر کا نکاح بالعوض ایک ہزار روپیہ مہر میاں سلامت علی صاحب پسر میان امام الدین صاحب سے ایام جلسہ میں حضرت اقدس نے خود پڑھایا۔ مگر تاحال اخبار میں اعلان نہیں ہوا تھا۔ ان دنون کے دوسرے نکاحون کا اعلان بھی ابتک نام بنام نہیں ہوا ہے۔ احباب متعلقہ اسماء زوجین ہمیں لکھکر بھیجدیں ❊

تولد

بھیرہ میں برادر فضل الٰہی (ولد میاں اللہ دین مرحوم) کے لڑکا پیدا ہوا حضرت اقدس نے عبدالرحمٰن نام تجویز فرمایا۔ سیمبڑیال میں برادر سراج الدین صاحب (مقیم سرسا الہ آباد) کے ہان لڑکی ہوئی حضرت نے صفیہ نام تجویز فرمایا۔ بھنگالہ شیخ محمد عمر صاحب کے ہان بھی لڑکی ہوئی حضور نے زینب نام رکھا۔ خدا تعالیٰ سب بچوں کو عمر دے اور سلسلہ کے لئے بابرکت کرے ❊

جنازہ غائب

احسن گنج کامٹہ (کوٹہ راجپوتانہ) کے رئیس مرزا احسن بیگ صاحب کی اہلیہ صاحبہ جو ایک عرصہ سے بیمار تھیں آخر بقضائے الٰہی وفات پاگئیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ خدائے تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ❊

متفرق

روانگی مصر۔ برادر محمد امیر صاحب جو کہ جماعت فیروزپور کے محاسب اور نائب امام تھے کار سرکار پر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ اپنے محکمہ کے معززین میں نیز اپنی مقامی جماعت میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ خدمت سلسلہ میں نہایت مستعد مستقل اور کارگزار۔ جماعت موصوفہ کو برادر موصوف کی جدائی کا بہت صدمہ ہے۔ اکثر احباب ریل پر سوار کرانے کے گئے اور با دل پر غم چشم پُرنم رخصت کیا۔ خدا تعالیٰ ساتھ خیر کے پہنچائے اور ہر حال میں ان کا حافظ و ناصر ہو کر مع الخیر احباب و اقارب سے واپس لا ملائے احباب بھی دعا فرما دیں ❊

جلسہ اور بیعت اوائل جنوری میں بمقام بنگہ جو احمدی جلسہ ہوا اس میں مولینا مولوی غلام رسول صاحب راجیکے حسب ارشاد حضرت اقدس ایدہ تشریف لے گئے تھے۔ آپکے وعظون سے حاضرین بہت متاثر ہوئے۔ نو ۹ شخصون نے بیعت بھی کی۔ فالحمد للہ ❊

اطلاع۔ خاکسار احمد حسین فریدآبادی ۱۲ر جنوری کو دو تین ہفتے کے لئے قادیان سے وطن کی طرف جائیگا۔ جو احباب کسی ضرورت سے یاد فرماویں نجف گڑھ صوبہ دہلی کے پتہ پر خط لکھیں ❊

رویا۔ جہلم سے برادر احمد گھڑی ساز نے لکھا کہ رویا میں ایک شخص نے کہا تم نے بلی کا گوشت کھایا ہے اس سے بیماری ہوئی ہے اور اس کا علاج سیب اور انار ہے جس کے جواب میں حضرت نے فرمایا بلی سے مراد بیماری ہوتی ہے دونو میوے عمدہ ہیں۔ اچھے ملجائیں تو کھالیں اور خواب پورا کر دیں ❊

گمشدگی موضع علی پور ڈاکخانہ ہنجروال (لاہور) سے برادر غلام محمد لکھتے ہیں کہ ۲۹ر دسمبر کو ۶ بجے شام کی گاڑی سے لاہور جاتے ہوئے ایک گٹھڑی گاڑی میں بھول گیا جس میں خطبات اور دو سال کے الفضل کے فائل اور اوراق درس قرآن ایک پارہ اردو۔ ایک حائل ۲۲ پرچے الفضل (نمبر ۵۳ تا ۷۴) کسی بھائی کو ملے ہوں تو عنایت فرما دیں ❊

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء

تم تو جنازہ پڑھ چکے تھے!

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے وہ اپنے پیارے دین کی خدمت کس کس رنگ میں کیسے کیسے لوگوں سے لے لیتا ہے جنہیں خود بھی وہم و گمان تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں آج غالباً بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ گذرا۔ جبکہ مسلمانان ہند کا ایک مسلم بزرگ قوم ہاں انہی کے الفاظ میں قوم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو پار لگانیوالے سرسید کا ایک قوی بازو ہزارہا افراد ملت کے سامنے علانیہ للکار کر کہتا ہے ؎

مسلمانو اگر تم میں ہے کچھ شرم و حیا باقی
تو بول اٹھو کہ ہے اسلام کے مٹنے میں کیا باقی

اس سے پہلے خود سرسید اور حالی و شبلی وغیرہ آگے پیچھے قریب قریب تمام "اکابر ملت" اپنی طرف سے یہ حکم لگا چکے تھے۔ کہ اسلام اُٹھ گیا۔ اسلام مٹ گیا۔ بلکہ اور بھی خدا جانے کتنے سال پیچھے کا پتہ لگاؤ۔ تو اس وقت بھی "مسلمانان در گور مسلمانی در کتاب" کا فتوے اپنے ہی مقدس بزرگوں کی زبانی سن لوگے۔ پس ہم تم سے یہ پوچھتے ہیں۔ اے مسلمانو! خدارا ذرا انصاف سے کہنا کہ کیا یہ وہی زمانہ تھا۔ جس کی نسبت مخبر صادق (صلعم) نے تیرہ سو برس پہلے سے خبر دیدی تھی۔ کہ ایمان ثریا پر اُٹھ جائے گا؟ اچھا اب بتاؤ کہ اب بھی تمہارے نزدیک وہ وقت آگیا ہے یا ابھی نہیں؟ جبکہ ایمان کو از سر نو دنیا میں قائم کرنے کی ضرورت ہو اگر نہیں تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ تم اپنے سارے بزرگوں کو جنہوں نے سالہا سال پہلے یہ فتوے لگائے کہ اسلام مٹ گیا۔ ایمان اٹھ گیا۔ بالکل جھوٹے اور خلاف واقعہ باتیں بنانے والے جانتے ہو۔ اگر وہ وقت آگیا سمجھتے ہو تو پھر کیوں اس

رجل من ابنائے فارس

کی تلاش و جستجو نہیں کرتے جسکے ذریعہ ایمان کا دوبارہ دنیا میں قائم ہونا مقدر تھا۔ کیا معاذ اللہ مخبر صادق کی سچی اور پکی باتوں پر سے تمہارا ایمان بالکل ہی اٹھ گیا؟ تب تو اور بھی زیادہ شدید احتیاج پیدا ہو گئی ہے کہ ایمان کو نئے سرے سے دنیا میں قائم کرنیوالا کوئی پاک وجود زمین پر ظہور فرما ہو ٭

دیکھو ہم محض از راہ ہمدردی و دلسوزی تمہیں بار بار خبردار کرتے ہیں کہ تمہاری یہ ضد اور ہٹ دہرمی اچھی نہیں۔ یہود کے حالات سے سبق عبرت حاصل کرو۔ جن عذرات لنگ کی پناہ لیکر تم خدا کے فرستادہ مسیح و مہدی آخر زمان کی دعوت کو رد کرتے ہو۔ ان سے کہیں زیادہ قوی حجتیں انکے پاس موجود تھیں۔ جنھیں وہ آج تک پیش کرتے ہیں۔ اگر تم اپنی وجوہ انکار میں سچے ہو تو کیا وجہ کہ انہیں اسی قسم کے مگر ان سے زبردست وجوہ کی بنا پر سچا نہ سمجھا جائے۔ تو اسطرح تو معاذ اللہ نہ حضرۃ مسیح ناصری کی صداقت باقی رہتی ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلکہ اسی اصول پر پیچھے ہٹتے چلے جاؤ تو نعوذ باللہ انبیاء علیہم السلام کا سارا سلسلہ ہی باطل ٹھہریگا ٭

دیکھو تمہارے ہاتھ میں خدا اور رسول کی دی ہوئی کسوٹی موجود ہے اُسے کھولکر دیکھو کہ سنت اللہ اور سنت انبیاء اسباب میں کیا کہتی ہے کہ صادقوں کی پرکھ کے کیا کیا نشان ہیں۔ وہ سب ہم سے ایک اک کرکے پورے کر لو۔ پھر اگر تمہاری سمجھ میں آجائے تو بے حیل و حجت حق کو قبول کر لینا ورنہ تم جانو تمہارا کام ہمارا فرض صرف حق کو تم تک پہنچا دینا ہے۔ منوانا بجز خدا کے کسی کے اختیار میں نہیں۔ ہم پھر بڑے زور سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایمان و اسلام کی نسبت صاف صاف بتاؤ تمہارے نزدیک دنیا میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو جیسا کہ تمہارے مسلم پیشوایان ملت کم از کم چوتھائی صدی قبل فیصلہ کر چکے ہیں۔ انہی کے زمانہ سے آج تک مٹا ہوا ہوگا۔ نیچ میں تو تمہارے خیال کے مطابق کوئی اس کا از سر نو لانیوالا پیدا ہوا نہیں۔ اگر ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا اسوقت (پہلے سے) مفقود تھا مگر کسی نے آکر پھر اسکو قائم کر دیا یا در اصل ابھی بالکل مٹا نہیں۔ تمہارے بزرگ ہم نہیں کہتے خود تمہارے ہی قول سے یونہی گپیں ہانکتے آئے ہیں (معاذ اللہ) اور تم منتظر ہو کہ ابھی اس سے بھی زیادہ اسلام و ایمان کی جڑ و بنیاد صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہونیوالی ہے۔ جسکے صاف طور پر یہ معنے ہوتے ہیں کہ تمہارے معتقدات اسلام کی مزید تباہی کے متقاضی ہیں۔ پس خدا بچائے ایسے عقیدوں سے۔ کیوں نہیں تم ان سے حق کی طرف رجوع کرتے؟ کہ دین و ملت کی خیر اسی میں ہے۔ چونکہ تم تو اپنے مقتداؤں سمیت اسلام کا جنازہ ہی پڑھ چکے تھے۔ اس واسطے اگر مرٹ چکنے کے بعد کسی نے آکر اسلام و ایمان کو بدستور دنیا پر قائم کر دیا ہے۔ تو فھو المراد ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آنے والا آچکا۔ اب اسے ماننا تمہارا کام ہے ورنہ یاد رکھو تم اس کے ظہور کے اُن تمام آثار و علامات کو جھٹلا کر مسیح موعود کی نہیں خود رسول کریم صلعم کی تکذیب کرنیوالے ٹھہروگے۔ تب بھی ہم یہ کہیں گے کہ خدا کی پناہ ایسے عقائد سے جن پر اڑ کر کسی مسلمان کی یہاں تک نوبت پہنچے

گھر کی تو خبر لو

احمدی جماعت بفضلہ خدائے تعالیٰ کی خاص جماعت ہے۔ جو اس پُر فتن زمانہ میں دنیا کی ہدایت کے لئے کھڑی کیگئی۔ اس کا بڑا کام خلق اللہ کو حق کی طرف بلانا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ اپنی اصلاح و ترقی میں ساعی رہے۔ در اصل تو سب کچھ خدا ہی کے فضل اور اسی کی تائید و نصرت سے ہوتا ہے لیکن کماحقہ سعی و توجہ انسان کا بھی فرض ہے۔ ہماری کمزور ہستی کے مقابلہ میں الٰہی امانت کا یہ بار گراں کچھ کم نہیں۔ اس سے ہی عہدہ برآ ہونے کے لئے جتنی بھی جد و جہد کی جائے تھوڑی ہوگی۔ مگر افسوس کچھ مدت سے اندرونی نزاع نے جماعت کی توجہ اپنی طرف ہٹا کر اور بھی ہمارے فرائض اور ذمہ داریوں کا بوجھ بھاری کر دیا ہے۔ اپنی اصلاح و ترقی کا عظیم الشان مقصد بھی اس ناگوار قضیہ کے اثر و ضرر سے کہاں بچ سکتا تھا۔ لیکن خلق خدا کو سچائی کی دعوت دینے کے اہم کام میں تو یقیناً بڑا ہی سخت واقع ہوا۔ ہم کہتے ہیں کہ لوگو! آؤ اس سلسلہ کی طرف جو آج واحد ذریعہ نجات ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں ہماری فکر پیچھے کرنا۔ پہلے "گھر کی تو خبر لو" گویا بدقسمتی یا شامت اعمال سے ایک نیا قصہ پُر غم و غصہ ہمارے گلے کا ہار ہو گیا۔ ایک تیسرا کلفت آمیز و تاسف خیز فرض ہمارے ذمہ عاید ہو گیا مگر با قسمت یا نصیب!

ع این ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر۔

٭ مولوی نذیر احمد دہلوی نے غالباً انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں یہ معرکہ کی نظم بڑی دھوم دھام سے پڑھی تھی۔ منہ۔

خوئے بدرا بہانہ ہا بسیار

مگر کیا یہ سچ ہے کہ ہمارے اس آپس کے اختلاف سے ٹھوکر کھانے میں لوگ حق بجانب ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ الٰہی سلسلوں اور بالخصوص اُمّت محمدیہ میں اس کی کافی سے زیادہ نظریں پہلے سے موجود ہیں۔ پھر بھی وہ ان کی سچائی میں ذرا شک نہیں کرتے۔ پس اگر وہ بقول خود ہمارے مسکت دلائل سے اور آثار و علامات زمانہ سے احمدیّت کے بالکل قریب آگئے تھے کہ اتنے میں ہمارے اس باہمی جھگڑے نے پیدا ہو کر انہیں پھر دور ہو جانے پر مجبور کر دیا تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ بہتر بلکہ صدہا فرقوں کے سابقہ اختلاف نے انہیں صداقت اسلام کا قائل کیسے رہنے دیا ہوگا۔ مانا کہ غیر مبائعین کا فتنہ اور خلافت حقہ کے عناد میں انکے افسوسناک اقوال و افعال جنہوں نے کھلے کھلے دشمنان سلسلہ کی حرکات کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ایک حد تک متلاشیان حق کے لئے ٹھوکر کا موجب ہو سکتے تھے اور ہوئے۔ لیکن درحقیقت انہیں خود ہی تاریکی باقی تھی۔ اور بہانہ جوئی انکی طینت۔ ورنہ خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں جو ہزارہا سعید روحیں خدا کے دین میں داخل ہوئیں۔ انہوں نے کیوں نہ اسی اختلاف سے ٹھوکر کھائی؟

مطلب سعدی دیگر است

ہم تو خدا سے چاہتے ہیں کہ یہ جھگڑا کسی طرح مٹے۔ لیکن جب کسی کو تحقیق حق اور قبول حق منظور ہی نہ ہو تو کیا کیا جائے۔ اغیار کے ساتھ سازباز ہی مدنظر ہے تو بلا سے اُدہر ہی ہو جائیں۔ اور کھلم کھلا کہدیں کہ ہمیں اس سلسلہ سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ روز روز کا ناگوار قصہ تو پاک ہو۔ اگر اختلاف کی بنا صدق و اخلاص ہے تو پھر کیا وجہ کہ ادہر سے جو ہزارہا زبردست دلائل دئے گئے۔ انہیں آج تک گٹ گٹ پیتے رہے۔ اور سادہ لوح ناواقفوں کو مغالطہ دینے کی غرض سے نت نئے لایعنی اور بودے شاخسانے نکالتے رہے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ حجت بازی تو محض ضابطہ پورا کرنا ہے ورنہ مطلب سعدی دیگر است۔ طریق تقوےٰ یہ نہیں کہ انسان ایک بات پر اڑ جائے۔ اور پھر زبردستی گھیر گھوٹ کے جھوٹے سچے حیلے اسکی تائید میں تراشنے شروع کر دے۔ اس نہج پر تو دنیا کا ذلیل سے ذلیل فرقہ بھی حق بجانب ہوگا۔

یہ جھگڑے تو چلے ہی جائینگے

قدرت کا قلم چل چکا جو ہونا تھا ہو گیا اور رہا سہا آگے آگے دیکھ لینا۔ مگر ہاں اے مسیح موعود کی پاک جماعت! خدا کی بیشمار برکات تجھ پر نازل ہوں۔ تجھے اپنے اصل کام کا فکر بہرحال مقدم رکھنا چاہیئے۔ سلسلہ حقہ کی تبلیغ تیرا فرض اولین ہے۔ اور اپنی ہر قسم کی اصلاح و ترقی کے لئے کما حقہ سعی و اہتمام کو بھی اس سے کچھ کم اہم نہ سمجھنا۔ بلکہ ان دونو کو لازم و ملزوم جانو۔ کیونکہ آج فراخ خیالی اور لوازم تہذیب و شائستگی بھی جزو ضروری ہے۔ ان اوصاف کا جو داعیان خیر میں ہونے چاہئیں۔ مگر یاد رکھنا کہیں یہی غایت مقصود نہ بنجائے۔ ان ہی چمکیلی ترغیبات نے بہتوں کو جادہ مستقیم سے دور لیجا پھینکا۔ تقوےٰ جو ایمان کی بنیاد ہے۔ اسلام کی زینت اور احمدیت کا اصل اصول کہیں اس سے بے فکر ہو جانا یہ ہاتھ سے گیا تو سارے کارنامے ہیچ ہونگے۔ احمدیت کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا کوئی آسان کام نہیں۔ اسی عظیم الشان فرض کی انجام دہی میں تمہاری ترقی کے سارے راز مضمر ہیں اس سے بڑھکر اس کی اہمیت پر اور کونسی دلیل ہو سکتی ہے

دینی خدمت کی دوراہیں

افراد جماعت کے لئے تبلیغ و اشاعت سلسلہ میں بزرگان دین کا ہاتھ بٹانے کی دوراہیں اس وقت نظر آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ احمدیت کے مرکز میں حضرۃ امام محترم ایدہ اللہ کی زیر نگرانی انجمن ترقی اسلام نام جو باقاعدہ انسٹی ٹیوشن بسرگرمی تبلیغ و اشاعت دین کی خدمت انجام دے رہی ہے۔ (خدا اس کی ہمت اور مساعی جمیلہ میں برکت دے) اسے امداد دیکر ہر طرح زیادہ سے زیادہ طاقتور اور کارگر بنانے کی کوشش کی جائے۔ جسکے متعلق ہم پہلے بھی متعدد دفعہ جماعت کو توجہ دلا چکے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ہمارے بھائی جو اس وقت خدا کے فضل و کرم سے کم و بیش ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں۔ انفرادی طور پر نیز بذریعہ لیکچروں اور جلسوں کے تبلیغ کا کام برابر کرتے رہیں پھر یہ کہ ہر شخص بجائے خود اسبات کا خیال بدرجہ کمال رکھے کہ اسکے تمام مشاغل اور صبح سے شام تک کا طریق زندگی غرض ایک احمدی کی ساری باتیں احمدیت کے رنگ میں رنگین ہوں اور اس کی حمیت۔ جوشِ خدمت اور تبلیغ حق کی دھن اس درجہ تک پہنچی ہوئی۔ یہاں تک شہرت یافتہ ہو کہ اس کی یہ امتیازی خصوصیت زندگی کا جزو لاینفک بنجائے۔ حتیٰ کہ اگر کہیں تمہاری عدم موجودگی میں بقول عوام کالانعام "مرزائیت" کا ذکر چل پڑے۔ تو معاً تمہاری تصویر تمہارے واقف سننے والوں کی نظروں میں پھر جائے۔ تم احمدیت میں ایسے گم ہو جاؤ۔ کہ تمہاری شخصیت کا حجاب درمیان سے اٹھ کر وہی رہ جائے۔ اور تم اس خدا کے محبوب دین کو مخاطب کر کے یہ کہنے میں حق بجانب ہو۔ ؎

تمہارے نام سے ہر اک مجھے پہچانتا ہے
میں وہ کھوئی ہوئی اک چیز ہوں جس کا پتہ تم ہو

اللہ تعالیٰ ہر ایک مخلص خادم اسلام کو تمام آفات سے بچائے اور حق خدمت ادا کرنے کی پوری پوری توفیق بخشے۔ آمین۔

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اسلام سے خارج کر دئے گئے

مباحثہ جبل پور میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو جو ذلت حاصل ہوئی اس کا ذکر ان کالموں میں متعدد دفعہ آچکا ہے۔ ہمنے لکھا تھا کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام

اِنّی مُھِینٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کا ظہور ہے۔ جس پر مولوی صاحب بار بار اپنی لفاظی اور مولویانہ حجت بازی کے زور سے اس ذلت کا بار گراں اپنے سر سے ٹالتے رہے۔ لیکن ؎

آنچہ نصیب است ہم مے رسد
ورنہ ستانی بہ ستم مے رسد

خدا کی بات کیسے ٹل سکتی تہی؟ بالفرض اس وقت کچھ کسر بھی رہ گئی تھی۔ تو اب قدرت کے زبردست ہاتھ نے ذلت کی تکمیل کر دی وہ اسطرح کہ اسی مباحثہ جبل پور کے ضمن میں متعدد مشہور مولویوں نے "مولوی فاضل" امرتسری کو انکی بعض حرکات پر جن سے دینی بے حمیتی ظاہر ہوتی ہے۔ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ اور بعض نے مرتد ہونے کا فتویٰ لگایا ہے اپر مسافر آگرہ نے اور بھی غضب ڈھایا کہ مولوی صاحب کی غیرت سے اپیل کر کے دعوت دی ہے کہ اسی میدان جبلپور میں اُن کے جہاں شکست کھائی تھی۔ اپنی شدھی کرالیں۔ کیا اب بھی مولوی ثناء اللہ صاحب مسیح موعود کی سچائی کے آگے سر تسلیم جھکائینگے یا نہیں؟

عبرت!

ورثۃ الانبیاء کے متعلق ایک سوال کا جواب

سوال :- کیا یہ صحیح ہے کہ کسی نبی نے کبھی بطور وراثت کے کوئی مال حاصل نہیں کیا؟ - اور یہ بھی کہ نبیوں کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی - اور یہ دونوں باتیں باتفاق جمیع اہل اسلام منافی نبوت ہیں :-

الجواب :- یہ اعتراض پیام پارٹی کی طرف سے کئی بار دہرایا گیا ہے - اور اس سے وہ یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں - کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ اپنے بزرگوں کا ورثہ پایا ہے - اور اسی طرح آپ کا ترکہ آپکے ورثاء کو پہنچا ہے پس ثابت ہوا کہ آپ نبی نہیں ہیں - اس لئے میں اس سوال کے دونوں جزوں کے جواب الگ الگ لکھتا ہوں - سوال کا پہلا حصہ یہ ہے کہ کسی نبی نے کبھی بطور وراثت کے کوئی مال حاصل نہیں کیا - سو اس کا یہ جواب ہے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے لیکن مطلقاً یہ بات صحیح نہیں ہے - خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپنے اپنے باپ عبد اللہ اور اپنی بیوی ام المومنین خدیجہؓ اور اپنی لڑکیوں کا ورثہ پایا تھا

باپ کے ترکہ کی وراثت کے متعلق

ملاحظہ ہو امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی کی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروف بالسیرۃ الحلبیہ - امام موصوف لکھتے ہیں :- تَرَكَ عَبْدُ اللّٰهِ خَمْسَةَ اَجْمَالٍ وَ قِطْعَةً مِّنْ غَنَمٍ فَوَرِثَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم مِنْ اَبِيْهِ (جلد ا صـ۵۶) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے باپ عبد اللہ کے ترکہ سے ایک ریوڑ بکریوں اور پانچ اونٹ کے وارث ہوئے - پھر امام موصوف لکھتے ہیں - اُمُّ اَيْمَنَ بَرَكَةَ الْحَبَشِيَّةِ وَرِثَهَا (صلعم) مِنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰه (صـ۱۱۳) کہ ام ایمن کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ عبد اللہ کے ترکہ میں وراثتاً حاصل کیا تھا - پھر جلد ۳ صـ۳۵۵ میں ارقام فرماتے ہیں - سَيْفٌ يُقَالُ لَهٗ ماثور وَرِثَهٗ صلعم من ابیہ وقدم بہ المدینۃ - اور یہی بات شیخ ابن قیم رح نے اپنی کتاب زاد المعاد کی فصل فی ذکر سلاحہ و اثاثہ صلعم میں لکھی ہے - جسکی اصل عبارت یوں ہے - کان لہ (صلعم) لِتسعۃ اسیاف (منہا) مَاثُوْرٌ وَهُوَ اوّلُ سَيْفٍ مَلَكِه وورثۃ من ابیہ - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو تلواریں تھیں - سب سے پہلی تلوار کا نام ماثور تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ سے وراثت میں پہنچی تھی - اور آپ اسکو مدینہ میں ہمراہ لائے تھے - اور سیرۃ حلبیۃ کی جلد ا صـ۵۸ میں لکھا ہے - قِيْلَ وَوَرِثَ صلعم من ابیہ مَوْلَاهُ شقران وَكَانَ عَبْدًا حبشيًا فَاَعْتَقَهٗ بَعْدَ بَدْرٍ کہ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شقران نام ایک حبشی غلام بھی اپنے باپ کے ورثہ میں پایا تھا - جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی کے بعد آزاد کر دیا تھا - اس کے سوا فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۳ صفحہ ۳۶۱-۳۶۲ میں لکھا ہے - اِنَّ الدَّارَ الَّتِيْ اَشَارَ اِلَيْهَا (صلعم بقولہ هَلْ تَرَكَ عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ) كَانَتْ دَارُ - هَاشِم بن عبد مناف ثم صارت لعبد المطلب ابنہ فَقَسَّمَهَا بَيْنَ وُلْدِهٖ حين عمر فَمِنْ ثم صار للنبی صلعم حَقُّ ابیہ وَفِيْهَا وُلِدَ النَّبِيُّ صلعم - کہ وہ حویلی جس کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اپنے ارشاد (هَلْ تَرَكَ عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُوْرٍ) میں اشارہ فرمایا ہے - یہ ہاشم بیٹے عبد مناف کی تھی جو عبد المطلب کو پہنچی تھی - اور اس نے اسے اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا تھا - جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ بھی شریک تھے - جن کا حق ان کے مرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ورثہ کے پہنچا :-

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ورثہ کے متعلق -

اسی کتاب سیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے :- ان عقیلاً بَاعَ دَارَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم الَّتِيْ هِيَ دَارُ خَدِيْجَة الّتی یقال لہا مولد فاطمۃ رض وہی الآن مسجد یصلی فِيْهِ بناہ معاویۃ ایام خلافتہ - کہ عقیل نے اس گھر کو فروخت کیا تھا جو ام المومنین خدیجہ کا گھر تھا - اور جسے مولد فاطمہ بھی کہتے تھے - اور جو بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہو گیا تھا - اور اب اس میں مسجد ہے - جس کو معاویہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بنایا تھا - جس سے ظاہر ہے کہ خدیجہ کا گھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ورثہ کے پہنچا تھا :-

بیٹیوں کی وراثت کے متعلق

اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ میں درج ہے - دعوی بعضهم انہ صلعم لَمْ يَرِثْ بناتہ اللاتی متن فی حیاتہ فعلی تقدیر صحتہ جاز ان یکون ترک اخذ میراثہ تعففاً - (ترجمہ) کہ یہ جو بعض لوگ دعوی کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ان بیٹیوں کا ورثہ نہیں لیا تھا جو آپ کی زندگی میں فوت ہوئی تھیں - اول تو یہ دعوی صحیح نہیں ہے - اور اگر مان بھی لیا جائے کہ آپنے اپنی ان بیٹیوں کا ورثہ نہیں لیا تھا تو اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کو وراثت لینے کا جائز حق نہیں تھا - بلکہ ممکن ہے کہ آپنے بطور تعفف نہ لیا ہو :-

یہاں تک میں نے یہ بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ عبد اللہ کا اور اپنی بیوی خدیجہ ام المومنین اور اپنی بیٹیوں کا ورثہ لیا تھا - جس سے سوال کے جزو اول کی کافی طور پر تردید ہو جاتی ہے :-

اب میں سوال کے دوسرے حصہ کو لیتا ہوں کہ کیا نبیوں کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی - اور کیا یہ بات باتفاق جمیع اہل اسلام منافی نبوت سمجھی جاتی ہے؟ :-

حسن بصریؒ کون تھے؟

سو اس کے متعلق میں سب سے پہلے اس شخص کا مذہب بیان کرتا ہوں جو دنیا کا ایک بہت بڑا مانا ہوا بزرگ اور مسلّم عالم ہے - یعنی حسن بصریؒ - جسکی نسبت لکھا ہے :- کانت اُمُّ سلمۃ (ام المومنین) تخرجہ للصحابۃ یبارکون علیہ واخرجتہ الی عمرؓ فدعا لہ بقولہ اللّٰهم فَقِّهْهُ فی الدین وَحَبِّبْهُ الی الناس ... وقال بعضهم تلک الفصاحۃ الّتی کانت عند الحسن والحکمۃ من عطرات لبنٍ شربها من ثدی ام المومنین ام سلمۃؓ فان اُمّہ ربما غابت فیبکی فتعطیہ ام سلمۃ ثدیها تعللہ بہ الی ان تجئ اُمُّہ فیدر علیہ ثدیها فشربہ - حلیہ صـ۹۹ جلد ۲ " کہ حسن بصری کو حضرت ام المومنین ام سلمہؓ صحابہ کے پاس بھیجتی تھیں - اور وہ اس کے لئے برکت کی دعائیں مانگتے تھے - اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکے حق میں دعا کی تھی کہ اے خدا تو حسن کو دین میں تفقہ بخش - اور اسکو لوگوں کا محبوب بنا - اور بعض کہتے ہیں کہ وہ فصاحت اور حکمت جو حسن بصری کو حاصل تھی وہ اس دودھ کی برکت تھی جو آپنے حضرت ام المومنین ام سلمہ کے پستان سے پیا تھا کہ آپ کی والدہ بعض اوقات گھر سے باہر جاتیں تو حضرت ام سلمہ آپکی والدہ کے

اُسنے تمسا آپکے مُنہ میں اپنا پستان ڈالکر آپکے بہلاتیں۔ اور بعض اوقات حضرت ام سلمہ رض کے پستان سے دودھ اُتر آتا۔ تو حسن بصری پی لیتے ✤

حسن بصری کا مذہب ترکۂ انبیاء کے متعلق — حسن بصری کا وہ مذہب جس کی طرف مینے اشارہ کیا ہے وہ کیا تھا۔ اسکو بغور پڑھ لینا چاہیئے

نووی شرح صحیح مسلم جلد ۲ صہ ۴۳ (برحاشیہ قسطلانی) میں لکھا ہے ۔ حکی القاضی عن الحسن البصری۔ انّہ قال عدم الارث منھم مختص بنبیّنا صلعم لقولہ تعالیٰ عن ذکریا یرثنی ویرث من اٰل یعقوب وزعم ان المراد وراثۃ المال وقال لواراد وراثۃ النبوۃ لم یقل وانی خفتُ الموالی من ورائی اذ لا یخاف الموالی علی النبوۃ ولقولہ تعالیٰ وورث سلیمانُ داوٗد۔ قاضی عیاض روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کا مذہب ہے کہ ترکہ میں وراثت کا جاری نہ ہونا تمام انبیاء میں سے صرف ہمارے نبی کریم صلعم کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ فقط آپ ہی کی خصوصیت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ذکریا علیہ السلام نے (جو نبی تھے) جناب باری میں دعا کی تھی کہ اے خدا مجھ کو ایسا بیٹا عطا فرما جو میرے مال کا وارث ہو۔ اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ اور دوسری آیت میں وارد ہے۔ کہ سلیمان علیہ السلام داوٗد علیہ السلام کے وارث ہوئے ہیں۔ جو مذہب حسن بصری کا بیان ہوا ہے۔ یہی مذہب روایات ذیل سے ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ اور ابو صالح اور ابن جریر کا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے کہ تفسیر بحر المحیط ابو حیان جلد ۶ صہ ۱۷۳-۱۷۴ میں لکھا ہے۔ قال ابن عباس ومجاہد و قتادہ و ابو صالح ۔ خاف (ذکریا) ان یرثوا مالہٗ کہ ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ اور ابو صالح کہتے ہیں کہ حضرت ذکریا کو یہ خوف تھا کہ اس کے مال کے نااہل موالی وارث نہ ہوں۔ اور اسی واسطے یہ دعا مانگی تھی۔ کہ خدایا ایسا بیٹا عطا کر جو میرا وارث ہو۔ اسی تفسیر میں آگے لکھا ہے ۔ وروی قتادہ والحسن عن النبی صلعم رحم اللہ اخی ذکریّا ما کان علیہ ممن یرث مالہ (ترجمہ) قتادہ اور حسن نبی کریم ؐ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی ذکریا (علیہ السلام) پر رحم فرماوے۔ کہ جو تکلیف ان کو ان لوگوں سے تھی (جو یحییٰ کی عدم موجودگی میں) انکے مال کے وارث ہوتے۔ اور ابن کثیر جلد ۶ صہ ۱۸۳ میں لکھا ہے۔ قال جابر بن نوح ویزید بن ھارون کلاھما عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابی صالح فی قولہ یرثنی ویرث من اٰل یعقوب قال یرث مالی ویرثُ من اٰل یعقوب النبوۃ وھذا اختیارُ ابن جریر فی تفسیرہٖ۔ یعنی جابر بن نوح اور یزید بن ہارون بواسطہ اسمٰعیل بن ابی خالد کے آیت یرثنی ویرث من اٰل یعقوب کی تفسیر میں ابو صالح سے روایت کرتے ہیں یرث مالی ویرث من اٰل یعقوب النبوۃ کہ میرا بیٹا میرے مال کا وارث ہووے۔ اور آل یعقوب کی نبوت کا وارث ہو۔ اور صاحب ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہی مذہب ابن جریر کا ہے۔ اور در منثور کے صہ ۲۵۹ میں لکھا ہے ۔ قال (ابن عباس) کان ذکریّا لا یولد لہ فسأل ربہ فقال ربّ ھب لی من لّدنک ولیًّا یرثنی ویرثُ من اٰل یعقوب قال یرثنی مالی ویرث من اٰل یعقوب النبوۃ ۔ اور ابن جریر جلد ۱۶ صہ ۳۷ میں زیر آیت فھب لی من لدنک ولیًّا لکھا ہے ۔ یقول (ذکریا) فارزقنی من عندک ولدًا وارثًا ومعینًا ویرثنی من بعد وفاتی مالی ویرث من اٰل یعقوب النبوۃ۔

روایات محولہ سے ظاہر ہے کہ معترضین کا یہ دعویٰ کہ باتفاق جمیع اہل اسلام نبیوں کے ترکہ میں وراثت کا جاری ہونا منافی نبوت سمجھا جاتا ہے ۔ بالکل غلط بلکہ اغلط ہے اور واقعات کے صریح مخالف ہے ✤

اب اخیر میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لا نورث ماترکنا صدقۃ کے متعلق بھی چند لفظ کہنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ پیام پارٹی نے سوال زیر بحث کے اس دوسرے حصہ کی بنیاد اپنے زعم میں اسی حدیث پر رکھی ہوئی ہے ✤

سو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہیئے کہ پیام پارٹی کا یہ محض مغالطہ یا کم فہمی ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے ایسا سمجھ رکھا ہے ۔ اگر وہ اس حدیث کو پورا پڑھ لیتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ ان کا یہ اعتراض کس قدر لغو اور بے بنیاد ہے کیونکہ حضرت عمر فاروق اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے اس حدیث کے اگلے فقرہ میں خود تصریح فرما دی ہے کہ اس حدیث سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد ہے۔ اور یہ حدیث عام نہیں ۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصیت ہے ✤

حضرت عمر اور حضرت عائشہ رض کی تصریح کہ حدیث لا نورث ماترکنا صدقۃ نبی کریم ؐ کے ساتھ مختص ہے — ہم اپنے ناظرین کی آگہی کے لئے حدیث کے اصل الفاظ بھی یہاں نقل کر دیتے ہیں تا کہ کوئی شخص کسی قسم کا دہوکہ نہ دے سکے ۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں

قَالَ عُمَرُ رض تَیْدَکُمْ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ الَّذِیْ بِاِذْنِہٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ ھَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ لَانُوْرَثُ مَاتَرَکْنَا صَدَقَۃٌ ۔ یُرِیْدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ نَفْسَہٗ ۔ قَالَ الرَّھْطُ نَعَمْ قَدْ قَالَ ذٰلِکَ ۔ (دیکھو بخاری باب فرض الخمس)

.... قَالَ الزُّھْرِیُّ فَحَدَّثْتُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِکُ بْنُ اَوْسٍ اَنَا سَمِعْتُ عَائِشَۃَ رض زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ یَسْئَلْنَہٗ ثُمُنَھُنَّ مِمَّا اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکُنْتُ اَرُدُّھُنَّ فَقُلْتُ لَھُنَّ اَلَا تَتَّقِیْنَ اللّٰہَ اَلَمْ تَعْلَمْنَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَاتَرَکْنَا صَدَقَۃٌ یُرِیْدُ بِذٰلِکَ نَفْسَہٗ (مسلم)

(فثبت ان النون فی قولہ لا نورث للمتکلم خاصۃ لا للجمیع)

(باقی بشرط ضرورت پھر)

نوٹ - پیامی پارٹی میں سے اگر کوئی صاحب اس مضمون کے جواب میں کچھ لکھیں تو انہیں چاہیئے کہ اگر کسی کتاب کا حوالہ اپنے مضمون میں دیں تو اس کے صفحات کا حوالہ بھی ساتھ ہو ✤

خاکسار فضل الدین مختار

معذرت — افسوس ہے کہ چند در چند وجوہ مجبوری سے اخبار میں حرج و تاخیر کا سلسلہ کئی اشاعتوں سے برابر چلا آرہا ہے ۔ ہمیں اس کے رفع داد کا خیال ہے ناظرین مطمئن رہیں کہ انشاء اللہ تعالےٰ جلد تر اخبار کی باقاعدہ اشاعت کا انتظام کر دیا جائے گا ۔ (مینیجر)

خط و کتابت — کرتے وقت خریدار اپنی چٹ نمبر خریداری کا حوالہ ضرور تحریر فرماویں ✤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"خدام اسلام اصل میں یہی ہیں"

احمدیوں کے متعلق اغیار کی رائے

۳ جنوری ۱۹۱۶ء سے قبل ایک اشتہار مطبوعہ از جانب آریہ سماج مروڑ مزارعہ ہمارے گاؤں موضع سرڑوعہ میں متعدد مکانات پر چسپاں کیا گیا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر کسی کو ہمارے ویدک دہرم کے متعلق دریافت کرنا ہو تو وہ ایام جلسہ میں بڑی خوشی سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اور علاوہ ازیں یہاں کے آریوں نے زبانی بھی کہا کہ اب موقعہ ہے تم اپنے کسی عالم کو بلالو اور طنزاً یہ بھی کہا کہ اگر تمہارے پاس کرایہ نہ ہو تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں اور بحث میں اگر مسلمانوں کا پلہ بھاری رہے تو ہم مسلمان ہونے کے لئے بھی آمادہ ہیں۔ اسطرح انکے چیلنج پر چیلنج دینے اور بار بار کسانے سے ہمنے اپنے ایک آدمی کو اسی وقت حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور حضرت صاحب نے شیخ ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور اور حافظ جمال احمد صاحب کو بھیجدیا۔ اور ہم ۳ جنوری ۱۹۱۶ء کو ۱۲ بجے کے قریب مروڑ مزارعہ جہاں آریہ سماج کا جلسہ تھا پہنچ گئے۔ اور جاتے ہی پردھان آریہ سماج مروڑ مزارعہ کو خط لکھا کہ آپ کے وعدہ اور چیلنج کے مطابق ہم پہنچ گئے ہیں آپ ہمیں وقت دیں۔ بحث کا نام سنکر ارد گرد کے بہت سے آدمی بھی وہاں پہونچ گئے تھے۔ اور بعض لوگوں نے اپنے ضروری سے ضروری کاموں کو بھی چھوڑ کر بحث میں شامل ہونا ضروری سمجھا۔ ہمارے پہلے رقعہ کا جواب ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد پردہان آریہ سماج نے یہ دیا کہ وقت تنگ ہے۔ آپ اپنے ہاں انتظام کریں ہم وہاں پہونچ جائینگے۔ ہمنے پھر دوبارہ یہ لکھا کہ آپنے اپنے اشتہار میں لکھا اور ہمیں چیلنج پر چیلنج دیا۔ اور پھر طنزاً یہاں تک بھی کہہ گذرے کہ ہم تمہارے عالموں کی آمد و رفت کا کرایہ اپنی گرہ سے دینگے۔ اپنے آدمیوں کو ضرور منگائیں مگر اب جبکہ ہمنے آپکے بار بار کہنے کے مطابق اپنے آدمیوں کو بلالیا۔ اور اس بحث کا نام سنکر لوگ کثرت کے ساتھ دور دراز سے جمع ہو گئے تو آپ اپنے وعدہ کے ایفاء سے گریز کرتے ہیں۔ اور اس قدر مخلوق کو بھی جو اپنے ضروری سے ضروری کاموں کو چھوڑ کر بکثرت جمع ہوئی ہے۔ مایوس کر رہے ہیں۔ وقت کافی سے زیادہ ہے آپ اپنے وعدہ کا ایفاء کرکے ہمیں اور اس قدر مخلوق کو تشکر کا موقع دیں مگر اس رقعہ کا جواب دینا آریہ سماج نے ضروری نہ سمجھا پھر یاددہانی کے لئے دو گھنٹہ کے بعد ایک اور رقعہ لکھا گیا بار بار آدمی بھیجنے کے بعد بمشکل مغرب کے قریب آریوں نے پھر وہی پہلے والا جوابدیا کہ آپ اپنے ہاں انتظام کریں ہم وہاں آجائینگے۔ اور کثرت سے لوگوں کے کہنے پر ہم اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ ہم کل اپنے ہاں ہی انتظام کرینگے۔ اور آریہ صاحبان وہاں پہونچ کر اپنے وعدہ کا ایفاء کریں اور قرارداد پر آریہ سماج کے پردہان کے دستخط کرانے کے لئے بھیجا۔ مگر آریہ سماج نے اس سے بھی قطعی انکار کردیا۔ کہ ہم وہاں آنے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ اور آریہ سماج کے اسقدر گریز اور انکار کا یہ اثر ہوا کہ بچے سے لیکر بوڑھے تک اور تمام گلی کوچوں سے یہ آوازیں آرہی تھیں کہ آریہ سماج کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور انہیں یہ تاب ہرگز نہیں کہ وہ احمدیوں کا مقابلہ کرسکیں۔ سناتن دھرم والوں اور ہندو جاٹوں اور غیر احمدیوں پر اس کا نہایت ہی عمدہ اثر پڑا۔ اور آریہ سماج کے لئے مونھ دکھلانا مشکل ہو گیا ۔

۴ جنوری ۱۹۱۶ء کو بمقام دیوانخانہ داروغیاں سرڑوعہ میں ہمنے جلسہ کیا۔ اور اس سے پیشتر اشتہار در و دیوار پر چسپاں کئے گئے۔ اور مروڑ مزارعہ میں بھی اشتہار چسپاں کیا گیا۔ اور علاوہ بریں منادی بھی کردیگئی۔ وقت مقررہ پر پہلے حافظ صاحب کا وعظ ہوا۔ اس کے بعد شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کا لیکچر شروع ہوا لیکچر میں سناتنی بھی موجود تھے۔ پہلے شیخ محمد یوسف صاحب نے آریہ سماج کا کماحقہ رد کیا۔ جس کا سناتنی پنڈتوں پر اور غیر احمدیوں پر بہت عمدہ اثر پڑا۔ بعد ازاں سکھ مذہب کی باری آئی۔ اور کمال وضاحت سے اس امر کو آشکارا کیا گیا کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندو دہرم سے بیزار اور اسلام کے عاشق زار تھے۔ اس بیان کا غیر احمدیوں پر نہایت ہی اچھا اثر ہوا۔ ان کے سر وجد سے جھوم رہے تھے خوش قسمتی سے اثنار لیکچر میں دو سکھ صاحبان بھی آگئے۔ جن میں سے ایک کا نام حاکم سنگھ تھا۔ جب تمبر میں شیخ محمد یوسف صاحب کا آریوں اور سکھوں کے متعلق لیکچر ہوا۔ اسی وقت سے حاکم سنگھ کو خیال تھا۔ اس لئے اثنار لیکچر میں اس نے ہی بولنے کی خواہش کی۔ اور ہماری طرف سے پہلے اسے کرسی بیٹھنے کے لئے دیگئی۔ اور پھر یہ کہا کہ پانچ منٹ آپ جو اپنا شک و شبہ ہے پیش کریں۔ اور پانچ منٹ میں شیخ محمد یوسف صاحب جواب دینگے۔ اور جب تک آپ کی تسلی نہ ہو۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ سکھ نے کھڑے ہوکر یہ کہا کہ اگر باوا نانک مسلمان تھے۔ تو ان میں اسلام کی کونسی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ شیخ محمد یوسف صاحب نے گرنتھ اور جنم ساکھی اور دازاں بھائی گورداس جی کے نہایت ہی معتبر اور مسلم حوالجات سے اس امر کو ظاہر کیا کہ باوا صاحب نماز۔ روزہ حج۔ کلمہ طیبہ قرآن کریم غرضیکہ اسلام کے ہر ایک اصول کے بدرجہ غایت گرویدہ تھے ایک ایک اصول کے لئے گرنتھ جنم ساکھی وغیرہ سے باوا نانک کے متعدد شلوک اور اقوال پیش کئے گئے۔ تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ یہ بحث جاری رہی۔ بحث میں ایک ہندو گوجر بیلا نامی نے سکھ بحث کنندہ کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ اس نے تو باوا نانک کو مسلمان ثابت کردیا۔ بہتر ہو کہ آپ ہندو ہی ثابت کردو۔ پھر اس ہندو گوجر نے سکھ بحث کرنیوالے سے یہ کہا کہ بہتر ہو کہ آپ معافی مانگ کر اپنا پیچھا چھڑالیں۔ غرضیکہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس لیکچر کا بہت ہی عمدہ اثر پڑا۔ اور غیر احمدیوں کے دل پکار اوٹھے کہ ہمارے مولوی تو صرف حلوہ مانڈا ہی کھانیوالے ہیں حقیقت میں کام کرنیوالے احمدی لوگ ہی ہیں ۔ موضع سرڑوعہ میں بوقت رات بعد نماز عشا حافظ جمال احمد صاحب کا وعظ مستورات میں ہوا۔ مستورات نے سنکر شکریہ ادا کیا۔

مجریہ ۵ جنوری ۱۹۱۶ء - راقم مسکین غلام قادر

نوٹ - یہ خدائے تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ غلامان مسیح موعود کے ذریعہ جابجا آئے دن غلبۂ اسلام ہوتا رہتا ہے۔ لیکن افسوس ہے ان پر جنھوں نے خود اسی نبی اللہ کے عہد میں بھی بیسیوں نظارے لیظہرہ علے الدین کلہ کے دیکھے۔ اور اب بھی بار بار یہ الٰہی وعدہ مختلف رنگوں میں پورا ہوتا روزمرہ دیکھتے ہیں۔ مگر انہیں کسی طرح سمجھ نہیں آتی۔ کہ اس پیشگوئی کا مطلب یہی تھا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے دیگر تمام ادیان مٹ جائیں۔ اور صرف اسلام ہی اسلام رہ جائے۔ مگر نادان اتنا نہیں سوچتے کہ یہ قرآن کریم کی نص صریح کے خلاف ہے۔ اور عقلی دلائل بھی اسی کے متقاضی ہیں کہ مغلوب ادیان کا وجود بھی باقی رہے۔ مگر اسلام کے بالمقابل انہیں ہر میدان میں نیچا دیکھنا پڑے۔ جیسا کہ آج بفضلہ مسیح موعود کے طفیل ہو رہا ہے - (ایڈیٹر)

نبوتِ ناقصہ ۔ نبوتِ تامّہ کاملہ

یہ سب وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعہ ہمارے بعض دیرینہ دوست حق کو چھپانے اور لوگوں کو دہوکہ میں ڈالنے کے لئے بے سود کوشش کر رہے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سیدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ؓ کے خلاف نہیں ہیں بلکہ خود اسلام کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں سچ ہے دشمن دانا بہ از دوست نادان۔ قرآن شریف میں جن نبیوں کا نام ہے وہ لوگ تو ساری دنیا کے لئے مبعوث نہ ہوئے تھے بلکہ ایک خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے مبعوث ہوئے تھے ان کی کتابیں بھی ساری دنیا کے لئے ہدایت نہ تھیں بلکہ خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے۔

بہ استثنا محمد عربی صلعم کے جو بموجب آیہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ساری دنیا کے لئے کامل کتاب ہدایت نامہ (قرآن شریف) لیکر مبعوث ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم اب مجھے معلوم نہیں کہ غیر مبائعین ان کتابوں کو جو قرآن مجید سے پہلے نازل ہوئیں کامل کتاب مانتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو یہ عمہ ادن لوگوں کو ہی حل کرنا چاہیئے کہ کامل نبی کو ناقص کتاب کیوں ملی۔ اور اگر گذشتہ انبیا رکامل نبی نہ تھے بلکہ وہ لوگ بھی ناقص نبی تھے تو خداوند عالم نے ناقص نبی کا ماننا ضروری کیوں قرار دیا ۱ کتب سابقہ جو قرآن مجید کے قبل نازل ہوئیں وہ کامل ہیں یا ناقص؟ ۲ گذشتہ انبیاء جن کا نام قرآن شریف میں بہ استثنا ہمارے نبی عربی محمد صلعم درج ہے وہ لوگ کامل نبی تھے یا ناقص ۳ اگر وہ کتابیں و انبیاء کامل ہی تھے تو کس دلیل سے یا ناقص نبی تھے تو کس دلیل سے ان تین سوالات ہی کے جواب پر غور کرنے سے ناظرین خود سمجھ لینگے کہ حقیقت کیا ہے۔

گذشتہ انبیاء خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے مبعوث ہوئے تھے مگر بہ طفیل محمد عربی صلعم اب ساری دنیا پر لازم و فرض ہو گیا کہ ان لوگوں کو بھی نبی و رسول مانا جائے تو جب اب بعد بعثت محمد عربی صلعم کے ان نبیوں کا ماننا بذریعہ و بہ طفیل محمد عربی صلعم کے ساری دنیا پر فرض ہو گیا تو اس سوال کا جواب بھی غیر مبائعین حضرات کو دینا چاہیئے کہ وہ لوگ ان طفیلی نبیوں کو مانتے ہیں یا چھوڑنے کے لئے تیار ہیں؟

نزول قرآن شریف کے بعد کتابیں اور شریعتیں تو ان نبیوں کی منسوخ ہو چکیں مگر نبوت و رسالت باقی رہی۔ ان نبیوں کی کتاب و شریعت کو نہ مانا جائے مگر ان لوگوں کو نبی ماننا ضروری و فرض ہے۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ اب ہمارے زمانہ میں وہ کل گذشتہ انبیاء نبی و رسول تو ضروری ہیں۔ مگر بغیر کسی کتاب و شریعت کے۔

گذشتہ انبیاء اگر صاحب کتاب و صاحب شریعت نبی تھے تو ایک خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے اس زمانہ میں تمام قوموں کے لئے وہ لوگ صاحب کتاب و صاحب شریعت نبی کس دلیل سے ہوئے۔ ہمارے خیال میں تو اس زمانہ میں تمام قوموں کے لئے صاحب کتاب و صاحب شریعت نبی صرف محمد عربی صلعم ہیں۔ غیر مبائعین کا یہ خیال کہ "جتنے نبی دنیا میں آئے ان سب کو کتاب و شریعت ملی کوئی نبی ایسا نہیں ہوا کہ جن کو کتاب و شریعت نہ ملی ہو۔ نبیوں کی یہ دو قسم غلط ہے کہ بعض کو کتاب و شریعت ملی اور بعض کو نہیں" ایک دم غلط ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ان لوگوں نے قرآن شریف کو نہ پڑھا ہو ہمارا خیال ہے کہ ضرور پڑھتے ہیں اور جان بوجھ کر لوگوں کو دہوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اے لوگو خدا سے ڈرو۔ وہ دل کے ارادوں سے واقف اور بہت بڑا علیم و خبیر ہے دنیا روز سے چند ہے اس پہ زیادہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے یہ لوگ عمداً حق بات کو چھپاتے اور لوگوں کو دہوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ احمدی بھائیوں کو چاہیئے کہ ان لوگوں کے لئے دعا سے کام لیں۔ کیا ایک ستت کے لئے بھی کوئی دانا خیال کر سکتا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں پڑھا ہے اور کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ دونوں حضرات خدا تعالیٰ کی طرف سے عہدہ رسالت و نبوت پا کر قوم فرعون کی طرف بھیجے گئے تھے کیا ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ کتاب و شریعت ملی تھی یا توریت شریف ہی نصف حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور نصف حضرت ہارون علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ ان لوگوں کو سوچ کر جواب معہ ثبوت دینا چاہیئے ورنہ اگر فطرت میں شرم کا مادہ موجود ہے تو خادمان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی حضرت فضل عمر کے مقابلہ میں شور و شغب کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

یہ لوگ (غیر مبائعین) یہ دہوکہ بھی دیتے ہیں کہ "جناب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی ماننے سے اسلام کی ہجکنی اور محمد عربی صلعم کی ہتک ہے" ان باتوں کو ان لوگوں کے دہی سچ سمجھ لیگا جس نے اپنی عقل سلیم کو پاگل خانہ کے داروغہ کے ہاتھ گروی رکھ دیا ہو۔ حضرت ہارون علیہ السلام کے نبی اور رسول ماننے سے جب دین موسوی یا توریت کی ہجکنی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہتک نہیں ہوتی تو جناب مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ماننے سے دین اسلام یا قرآن شریف کی ہجکنی اور حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم (مثیل موسیٰ) کی ہتک کیونکر ہوگی۔

لا نبی بعدی ۔ سے جو غیر مبائعین عوام کو دہوکہ دینا چاہتے ہیں اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے اس میں تو وہ کامیاب اس صورت میں ہوتے جب لا نبی بعدی کے یہ معنے ہوں کہ محمد صلعم نے فرمایا کہ "ہماری وفات کے بعد اب دوسرا نبی پیدا نہیں ہوگا" اور جب لا نبی بعدی کے یہ معنی کسی طرح نہیں بن سکتے ہیں تو پھر شور و غوغا فضول ہے۔

حضرت موسیٰ ؑ کے بعد حضرت عیسیٰ ؑ تشریف لائے حضرت عیسیٰ ؑ کے بعد محمد عربی صلعم رسول اللہ مبعوث ہوئے اس سے کیا یہی سمجھنا چاہیئے کہ ایک نبی کے وفات پانے کے بعد دوسرے نبی تشریف لائے اور کیوں یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ ایک نبی کے زمانہ رسالت و نبوت کے بعد دوسرے نبی مبعوث ہوئے۔

اگر یہ صحیح ہے کہ محمد صلعم کے وفات کے بعد کوئی دوسرا نبی پیدا نہ ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ شاید غیر مبائعین حضرات کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ محمد صلعم کے مبعوث ہونے کے بعد اور آنحضرت صلعم کے روز وصال تک آنجناب ؐ کے زمانہ رسالت و نبوت میں کوئی دوسرے نبی بھی پیدا ہوئے تھے یا کم سے کم پیدا ہونا ممکن تھا۔

دوستو خوب غور کرو۔ اصل بات یہ ہے کہ جب محمد صلعم دنیا میں مبعوث ہوئے اور آپ کا زمانہ رسالت و نبوت تا قیامت ہے۔ بات بہت صاف ہے کہ محمد صلعم کے زمانہ رسالت و نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں سب انبیاء علیہم السلام تو آنجناب ؐ کے دامن کے ساتھ وابستہ ہیں اور بعد زمانہ رسالت و نبوت

آنحضرت صلعم کے قیامت ہے (ایدہ اللہ) حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی [illegible]